حسینیت کیا ہے؟

علامہ جزائری آیۃ اللہ مفتی سید طیب آغا صاحب لکھنوی مدظلہ، ایران

کسی ذات کی طرف نسبت دینا قدیم زمانہ سے چلا آرہا ہے جس شخص میں کوئی خصوصیت و کمال ہو لوگ اس سے خود کو منسوب کرنا فخر سمجھتے ہیں جو بظاہر تین گروہ ہیں:

(۱) اس ذات باکمال کی اولاد۔

(۲) اس کے کمال سے متاثر ہونے والے۔

(۳) اس کی سیرت پر چلنے والے۔

ہم بھی اس کے مدعی ہیں کہ ہم حسینیت کے علمبردار ہیں! دیکھنا ہے کہ یہ دعویٰ کہاں تک درست ہے اگر ہم یہ دعویٰ اس لئے کرتے ہیں کہ ہم ان کی اولاد میں ہیں تو یہ صرف حسینی سادات تک حق بجانب ہے وہ بھی اس صورت میں جب کہ باپ بیٹے کے طرز عمل میں یگانگی ہو ورنہ اگر یہ صورت ہو کہ حسینؑ تو انسان کامل ہوں اور ان کی اولاد اپنے طرز عمل سے جانوروں تک کو شرمائے تو یقیناً ایسی اولاد سے مورث کو تکلیف ہوگی اور اس کا بایں گندگی اس طیب و طاہر ذات کی طرف خود کو منسوب کرنا ایک عظیم جسارت کا مترادف سمجھا جائے گا۔

اور اگر ہمارا دعوائے حسینیت دوسری وجہ سے ہے یعنی ہم حسینؑ کے کمال کے معترف اور ان کی جاں بازی سے متاثر ہیں لیکن یہ اعتراف و تاثر کسی جذبۂ عمل سے خالی ہے تو پھر معاف فرمایئے گا اس معنی سے بڑے حسینی شمر و حرملہ وابن سعد وابن زیاد و یزید قرار پاتے ہیں۔ کیونکہ انھوں نے حسینؑ کے بے مثال کارنامے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا حسینؑ کے کوہ عزم و استقلال سے خود ٹکرائے تھے لہٰذا ان سے بڑھ کر کمال وثبات حسینی کا اعتراف کس کو ہوگا اسی اعتراف و تاثر کا نتیجہ تھا کہ یزید و پسر سعد کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ نکلتے تھے۔ مگر یہ آنسو مگرمچھ کے تھے۔ اس لئے آج ان ظالموں کو کوئی بھی حسینی نہیں کہتا۔ حسینؑ کی شرافت سے خود شمر اتنا متاثر تھا کہ اس نے ابن سعد کے خیمہ میں اپنی ڈھال پر سر حسینؑ رکھ کر جب پیش کیا تو یہ شعر پڑھا ؎

اِمْلَأْ رِكَابِیْ فِضَّةً وَذَهَباً
فَاِنِّیْ قَتَلْتُ خَیْرَ النَّاسِ اُمّاً وَاَباً

میری سپر کو سونے چاندی سے بھر دے کیونکہ میں نے خیر الناس کو مارا ہے۔ لیکن اس کا یہ اقرار و تاثر کوئی قیمت رکھتا ہے؟ جب کہ اس نے حسینؑ کے گلے پر چھری چلادی۔

اب رہا تیسرا گروہ تو بے شک خود کو حسینی کہہ سکتا ہے وہ حسینیت کا علم اونچا کرسکتا ہے۔ وہ حسینیت کا تحفہ اپنے سینہ پر آویزاں کرسکتا ہے لیکن شرط یہی ہے کہ اس کے روئیں روئیں سے حسینیت کی کرنیں پھوٹ کر نکل رہی ہوں۔ اس کا ہر قول وفعل عاشور کی دوپہر میں چمکنے والے سورج کی شعاعوں سے تابکار ہو۔ کیونکہ عاشور کے چشمۂ آفتاب نے تو

یہ دیکھا کہ کربلا کے حسینیوں نے ٹھیک دوپہر کو اپنے زخمی ہاتھوں سے خاک کربلا پر تیمم کیا اور شمشیروں کے سایہ میں زمین گرم کربلا پر اپنی پیشانی رکھ دی آفتاب تو اب بھی وہی ہے مگر آج کتنے حسینی ہیں جو وقت پر نماز پڑھ کر حسینؑ کے اسوہ کا نمونہ بنتے ہیں۔

عاشور کے سورج نے دیکھا کہ حسینؑ کے جاں باز حسینؑ کے آگے سینہ سپر تھے۔ تیر آ آ کے ان کے نازک سینوں کو چھلنی کررہے تھے مگر وہ مرتے دم تک حسینؑ کے آگے سے نہ ہٹے۔ آج حسینؑ تو ہمارے سامنے نہیں ہیں البتہ حسینیت ضرور موجود ہے یعنی وہ عظیم مقصد ہمارے سامنے ہے جس کے لئے حسینؑ نے یہ اپنی قربانی پیش کی۔ یہ مقصد آج بھی خطرہ میں ہے۔ اس پر تیر برسائے جارہے ہیں آج کے حسینیوں میں ہے کوئی جوان جو تیروں کے سامنے سینہ تان کر سعید وزہیر بن جائے۔ دنیا جانتی ہے کہ جنگ میں دشمن پر غالب آنے کے لئے دھوکا جائز ہے۔ اسلام نے بھی اس کی اجازت دی ہے بلکہ جنگ نام ہی دھوکا دہی کا ہے (الحرب خدعۃ) لیکن کیا کبھی تم نے سنا کہ کربلا کے حسینیوں نے بھی اپنے دشمن کو دھوکا دیا انھوں نے اپنی قلت کے باوجود اپنے اس جائز حق کو استعمال نہیں کیا نہ دھوکا دیا نہ ان پر کوئی شبخوں مارا، دشمن ان کی گرفت میں آ آ کر نکل گیا۔ خود شمر زہیر کے نشانہ پر آچکا تھا اور زہیر کے بازو کی ادنیٰ جنبش سے اس کا کام تمام تھا مگر امامؑ نے اجازت نہ دی کیونکہ کربلا کے حسینی بروز عاشورہ اپنے جائز حقوق کو کام میں لانے کے لئے نہیں اکٹھا ہوئے تھے بلکہ ان کا اہم مقصد تو یہ تھا کہ آج ہم سے واجب و مستحب کے علاوہ کوئی امر صادر ہی نہ ہوگا۔ لیکن آج جب کہ دھوکا دہی وغداری یقینا حرام ہے۔ سگا بھائی اپنے ماں جائے کے دھوکے کا شکار ہے، کربلا کے حسینی مرنے میں ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے۔ اس لئے نہیں کہ وہ ہنگام ستیز سے نکل جانے کے شائق تھے۔ بلکہ اس لئے کہ کہیں وہ اپنی آنکھوں سے اپنے ساتھیوں کا خون تازہ نہ دیکھیں۔ اور آج بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہے۔ کربلا کے حسینیوں نے تمام رات قرآن کی تلاوت میں گزاری اور جب صبح کو رن پڑا تو کتنے حافظان قرآن تھے جو شمشیروں کے سایہ میں جھوم جھوم کر تلاوت قرآن کرتے جاتے تھے اور جام شہادت نوش کرتے جاتے تھے اور آج قرآن پر یوں گرد جمی ہے جیسے کسی معصوم یتیم کا چہرہ گرد آلود ہو، کربلا کے حسینیوں نے امام کے ساتھ شب عاشور جو وعدہ کیا تھا اس کو اپنی جان کی بازی لگا کر پورا کیا اگر زبان سے یہ کہا کہ اے حسینؑ ہم آپ کے ساتھ ہیں تو پھر ساتھ رہے اور ایسا ساتھ رہے کہ حسینؑ کی کوئی مصیبت ایسی نہیں جس میں انھوں نے ساتھ نہ دیا ہو، اگر حسینؑ نے پانی نہ پیا تو انھوں نے بھی نہیں پیا۔ اگر حسینؑ بھوکے تھے تو وہ بھی گرسنہ رہے۔ اگر حسینؑ نے اپنی آنکھوں سے اپنی اولاد کو خون میں نہاتے دیکھا تو انھوں نے بھی اپنے بچوں کا سر سردار جوانان جنت کے قدموں پر نچھاور کیا، اگر حسینؑ کے گلوئے مبارک کے بوسے خنجر شمر نے لئے تو ان کی شہ رگ حیات بھی حسینؑ کی الفت میں کاٹی گئی۔ اگر حسینؑ کے اہل حرم بے پردہ ہوئے تو ان کی بی بیاں بھی سر برہنہ تشہیر ہوئیں اگر حسینؑ کا سر کوچہ بکوچہ اور دیار بدیار پھرایا گیا تو ان

کے سروں کا قافلہ بھی عقب میں رواں تھا۔ اور آج بھی سیکڑوں سال گذرنے کے بعد جس روضۂ اقدس میں سید الشہداءؑ آرام کررہے ہیں وہیں امامؑ کے پیروں سے لگے ہوئے کربلا کے حسینی بھی محوخواب ہیں اور کل جب عرصۂ محشر گرم ہوگا اس وقت بھی یہ تشنہ کام حسینؑ ابن علیؑ کے ساتھ ساتھ اپنی قبر سے کوثر تک اور کوثر سے جنت تک جائیں گے اپنا مکان بھی خلد بریں میں قصر حسینی کے پہلو بہ پہلو بنائیں گے ''حسینؑ ہم آپ کے ساتھ ہیں'' کتنا اٹل فیصلہ تھا جس کو نہ زمانہ کی برش کاٹ سکی نہ ظلم کے پہاڑ کچل سکے اس فیصلہ کی سختی نے طوفان بلا کے دھاروں کا رُخ پلٹ دیا۔ ظلم وستم کے پہاڑوں کو چکنا چور کردیا اور اپنی بات نہ بدلی۔

اب آیئے ہم خود کو بھی حسینی کہتے ہیں۔ بلکہ جب زیارت کو جاتے ہیں تو ضریح حضرت سید الشہداءؑ وابوالفضل العباسؑ کے سامنے یہ اقرار کرتے ہیں: ''اَلْمُقِرُّ بِالرِّقِّ وَالتَّارِکُ لِلْخِلاَفِ عَلَیکُمْ فَمَعَکُمْ مَعَکُمْ لاَ مَعَ عَدُوِّکُمْ'' (میں اپنی غلامی کا اور آپ کی مخالفت سے روگردانی کا اقرار کرتا ہوں میں آپ کے ساتھ ہوں، آپ کے ساتھ ہوں نہ کہ آپ کے دشمنوں کے ساتھ) یہ تھا دعویٰ لیکن بوقت موازنۂ قول وعمل اگر یہ حسرت ناک تقابل سامنے آجائے کہ:

(۱) حسینؑ صرف اللہ سے ڈرتے تھے

اور ہم صرف خدا ہی سے نہ ڈریں اور سب سے ڈریں۔

(۲) حسینؑ نے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کو شکست دی

اور ہم خلعت حیات کی دھجیاں اڑا رہے ہیں تا کہ جلد از جلد ہلاکت ابدی سے ہمکنار ہوجائیں۔

(۳) حسینؑ نے اپنے عزم واستقلال سے باطل کی طاقتوں کو کچل کے رکھ دیا

اور ہم کو ہماری پست ہمتی کے باعث باطل کی طاقتیں کچل رہی ہیں۔

(۴) حسینؑ نے اپنے لہو سے شجر اسلام کو سینچا

اور ہم اس ہرے بھرے باغ کو پائمال کررہے ہیں۔

(۵) حسینؑ نے تادم آخر کسی امر واجب کو ترک نہ کیا

اور ہم نے واجبات کو تین طلاقیں دیں۔

(۶) حسینؑ نے ہمیشہ اول وقت نماز پڑھی

اور ہم آخر وقت پڑھنا اپنا شعار بنالیں۔

(۷) حسینؑ یاد معبود کو اپنے سینہ سے لگائے دنیا سے سدھارے

اور ہمارا سینہ ہمہ وقت شیطانی خیالات کی آماجگاہ۔

(۸) حسینؑ کے خیمہ میں تسبیح وتہلیل کی آوازیں ہوں

اور ہمارے کاشانوں میں نغمہ وسرور کی صدائیں۔

(۹) حسینؑ کے لب تادم آخر ذکر الٰہی میں تر رہیں

اور ہمارے لبوں پر فتنہ انگیز ترنم، کذب، غیبت۔

(۱۰) حسینؑ کی آنکھیں سطور قرآنی کا طواف کریں

اور ہماری آنکھیں جلوہ ہائے پر معصیت کی متلاشی۔

اگر آج کا حسینی ایسا ہے تو ۔۔۔۔۔ ع

فریاد برغریبی وبے یاری حسینؑ

۞۞۞